CH 12

فیصل شہزاد اور ڈریکولا کا نیا جاسوسی کارنامہ ۱۲

جاسوس مجرم

مظہر کلیم ایم اے

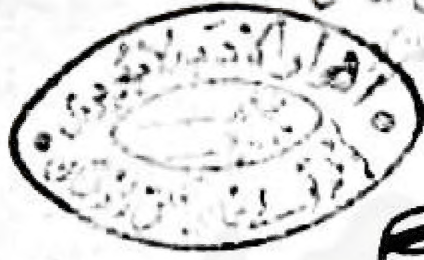


یوسف برادرز
پاک گیٹ ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی

پرنٹرز ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت -/12 روپے





آپ سے باتیں

پیارے بچو ! آپ کے ڈھیر سارے خطوط بتا رہے ہیں کہ آپ کو "خوف ناک ہنگامہ" بے حد پسند آیا ہے۔ پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ اب "جاسوس مجرم" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ فیصل شہزاد نے اس کتاب میں پہلے سے کہیں زیادہ اچھے کارنامے دکھائے ہیں مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب بھی آپ کو بے حد پسند آئے گی اور آپ اس کے بارے میں مجھے خط بھی ضرور لکھیں گے۔

اب آیئے اس ماہ کا سب سے دل چسپ خط پڑھتے ہیں۔ اس بار بھیر بارہ ڈسٹرکٹ سندھ سے غلام نبی چاچڑ نے ہمیں سب سے دل چسپ خط لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

انکل مظہر کلیم۔ فیصل شہزاد سیریز مجھے بچوں کی کتابوں میں سب سے زیادہ پسند ہے۔ اور خاص طور پر فیصل شہزاد سیریز میں کالا گلاب تنظیم کی کہانی تو بے حد شاندار ہے۔ اس کی پہلی کتاب غدار جاسوس سے لے کر خوف ناک ہنگامہ تک سب حصے ہی بے حد دل چسپ اور شاندار ہیں۔ آپ اس سلسلے کو جلدی ختم نہ کریں۔ ہاں البتہ میں ایک بات آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ فیصل شہزاد تو ایران میں جا کر کالا گلاب تنظیم کا خاتمہ کرنے میں مصروف ہیں۔ لیکن ان کی پڑھائی کا کیا ہوا۔ سکول میں سے تو ان کا

نام غیر حاضری کی وجہ سے کٹ گیا ہوگا اور ان کے امی ابو تو واپس [illegible]
پر نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں ضرور سزا دیں گے :

پیارے غلام نبی چا چڑ - فیصل شہزاد سیریز آپ کو پسند [illegible]
شکریہ - آپ بے فکر رہیں ابھی یہ کہانی ختم نہیں ہو رہی - کالا گلاب [illegible]
بہت بڑی تنظیم ہے اور اس کا اتنی جلدی خاتمہ ہو بھی نہیں سکتا [illegible]
رہا ان کی پڑھائی کا مسئلہ تو پیارے غلام نبی انہیں بھی اپنی پڑھائی کا [illegible]
فکر رہتا ہے - چونکہ انہیں حکومت نے خود بھیجا ہے - اس لئے ان کا نام
سکول سے نہیں کٹ سکتا وہ واپس آکر ضرور امتحان دیں گے - اور [illegible]
آپ جانتے ہیں کہ دونوں بے حد ذہین اور ہوشیار ہیں اس لئے پاس
یقیناً ہو جائیں گے اور پاس ہونے کے بعد تو ان کے امی ابو انہیں سزا
کی بجائے شاباش بھی دیں گے اور مٹھائی بھی - اب آپ ذرا چپکے [illegible]
بتا دیں کہ آپ کو امتحان دینے کے بعد مٹھائی ملتی ہے یا سزا - بہر حال
مجھے یقین ہے کہ آپ کو مٹھائی ہی ملتی ہوگی -

والسلام

آپ کا انکل

مظہر کلیم ایم اے

نوٹ

غلام نبی چاچڑ صاحب کو جاسوسی مجموعہ کی اعزازی کاپی بھجوا دی گئی ہے



" کالا گلاب " تنظیم کے چار بڑوں نے اس شعبے
کی گذشتہ سال ہی تشکیل کی تھی - اس میں انہوں
نے عمارتیں - ڈیم اور اس قسم کی بھاری عمارتوں
کو اڑانے کے ماہر جمع کئے تھے اور اس کے
سٹور میں ایسا ایسا جدید اسلحہ اکٹھا کیا گیا تھا
کہ کسی بھی عمارت کو چند لمحوں میں تنکوں کی
طرح بکھیرا جا سکتا تھا - بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر
سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور پھر چند لمحوں بعد
سکرین پر ایک جھماکا سا ہوا اور پھر اس پر
ایک بڑی بڑی مونچھوں والے ادھیڑ عمر آدمی
کی تصویر ابھرتی چلی آئی - یہ فنجانی تھا جلاسنگ
ڈیپارٹمنٹ کا انچارج اور بذات خود بارودی چکروں
سے عمارتیں اڑانے کا پورے ملک میں ماہر -
" یس فنجانی سپیکنگ اوور " فنجانی کی آواز

ٹرانسمیٹر سے سنائی دی اس کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"مسلم اصفہانی چیف باس فرام دس اینڈ اوور" مسلم اصفہانی نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس فرمائیے اوور" فنجانی کا لہجہ یکدم نرم پڑ گیا

"فنجانی ایک کام آن پڑا ہے۔ کالا گلاب کے سب سے بڑے دشمن اس وقت اکرم اسکوائر کی کوٹھی نمبر پچیس میں جمع ہیں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس پوری عمارت کو اس طرح دھ سے اڑا دیا جائے کہ اس کے اندر موجود کسی چیز یا آدمی کا نشان باقی نہ رہے اوور"

مسلم اصفہانی نے کہا

"ٹھیک ہے باس حکم کی تعمیل ہو گی۔ ہم آدھی رات کو مشن مکمل کر دیں گے اوور"

فنجانی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آدھی رات کو نہیں ابھی اور اسی وقت اوور" مسلم اصفہانی نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی اور اسی وقت۔ لیکن باس اس وقت تو وہاں بے پناہ لوگ موجود ہوں گے وہ تو بڑا آباد علاقہ ہے اور پھر وہاں پولیس بھی گشت کرتی رہتی ہے۔ اس وقت تو عمارت کے ایک حصے کو تباہ کرنے کا بھی مکمل یقین نہیں دلایا جا سکتا اور پھر ہو سکتا ہے۔ ہمارے آدمی پولیس کے ہتھے چڑھ جائیں اوور"

فنجانی نے پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو بھی ہو لیکن اس کام کو بہر حال کرنا ہے۔ یہ تنظیم کے لئے بے حد اہم ہے چاہے اس کے لئے پوری تنظیم کو ہی کیوں نہ قربانی دینا پڑے اوور"

مسلم اصفہانی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا

"اوہ اتنا اہم مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے باس میں ابھی انتظام کرتا ہوں مجھے یقین ہے آدھے گھنٹے میں مشن مکمل ہو جائے گا اوور" فنجانی نے کہا۔

"میں خود آپریشن کے وقت وہیں موجو

رہنا چاہتا ہوں تاکہ اپنی آنکھوں سے سب کا روائی دیکھوں تم خود اس آپریشن پر کام کرو۔ تب ہی میری تسلی ہو گی اوور" مسلم اصفہانی نے کہا۔

"بہتر باس میں خود ہی کام کروں گا کیونکہ یہ دوسرے لوگوں کے بس میں بھی نہیں ہے اوور" فنجانی نے راضی ہوتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے میں وہاں موجود ہوں گا تم وہاں پہنچتے ہی سپیشل فریکونسی پر مجھ سے رابطہ قائم کر لینا اوور" مسلم اصفہانی نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس: میں زیادہ سے زیادہ اپنے آدمیوں سمیت آدھے گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اکرم اسکوائر کوٹھی نمبر پچیس بتائی ہے نا آپ نے اوور"
فنجانی نے دوبارہ تسلی کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل میں خود وہاں تمہارا انتظار کروں گا۔ بس اس بات کا خیال رہے کہ کام کچا نہ ہو اوور" مسلم اصفہانی نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں اس عمارت کو میں راکھ کا ڈھیر بنا دوں گا اوور" فنجانی نے جواب دیتے ہوتے کہا۔

"اوور اینڈ آل" مسلم اصفہانی نے کہا اور پھر اس نے بٹن آف کر دیا۔ بٹن آف کر کے وہ اٹھا اور پھر ملحقہ میک اپ روم میں گھستا چلا گیا۔ وہ اپنی اصل شکل میں وہاں نہ جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ دھاکہ ہوتے ہی اردگرد کے تمام علاقے کو پولیس نے گھیر لینا ہے اور اپنی اصل شکل میں وہ آسانی سے پکڑا جا سکتا ہے

تھوڑی دیر بعد جب وہ میک اپ روم سے باہر نکلا تو اس نے ایک انتہائی باوقار شخص کا میک اپ کر رکھا تھا۔ اس کے جسم پر بہترین تراش کا سوٹ تھا اس نے پولیس کے گھیرے سے نکلنے کے تمام انتظامات کر لئے تھے۔ اس کی جیب میں سیکرٹ سروس کے سپیشل شعبے کے سربراہ کا شناختی کارڈ موجود تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کارڈ کو دیکھتے ہی

پولیس والوں کے چھکے چھوٹ جائیں گے اور پھر اسے روکنے کی جرأت نہ کر سکیں گے اس طرح اس کی جیب میں موجود پاکٹ ٹرانسمیٹر کا بھی جواز نکل سکتا تھا۔ آپریشن روم سے باہر نکل کر اس نے اصل آواز میں مسلح محافظوں کو سپورٹس کار لے آنے کا حکم دیا اور پھر اس کے حکم کی تعمیل میں چند لمحوں بعد ہی پورچ میں جدید ماڈل کی ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار پہنچ گئی۔ اس کار کی نمبر پلیٹ پر ایک طرف ایک سبز رنگ کا عقاب بنا ہوا تھا۔ یہ سیکرٹ سروس کے سپیشل شعبے کا نشان، کوڈ تھا۔ اس نے سپورٹس کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور سیٹ پر بیٹھتے ہی اس نے کار سٹارٹ کی اور چند لمحوں بعد کار عمارت سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔ اسے میک اپ میں پندرہ منٹ لگ گئے تھے اس لئے جلد از جلد اکرم اسکوائر پہنچ جانا چاہتا تھا۔ تاکہ پہلے وہاں پہنچ کر ایسی جگہ کا انتخاب کر سکے۔ جہاں سے نہ صرف ٹارگٹ صاف نظر آسکے بلکہ وہ اپنے آدمیوں کی کارکردگی بھی صاف دیکھ سکے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد آخرکار اس کی کار اکرم اسکوائر میں داخل ہو گئی۔ اس نے کوٹھیوں کے نمبر چیک کرنے شروع کر دیئے اور پھر چند لمحوں بعد اس نے کوٹھی نمبر چھپن کو چیک کر لیا۔ یہ سرخ رنگ کی ایک خاصی وسیع قلعہ نما کوٹھی تھی۔ کوٹھی کو دیکھتے ہی اس نے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اور پھر اسے عمارت کے بالکل مقابل ایک عمارت نظر آ گئی۔ یہ کوٹھی نمبر چھپن سے خاصے فاصلے پر تھی لیکن اس عمارت سے مطلوبہ عمارت پر آسانی سے نظر رکھی جا سکتی تھی۔ یہ عمارت ابھی زیر تعمیر تھی۔ اس کی تین منزلوں کا ڈھانچہ تو بنا ہوا تھا۔ لیکن اس میں کھڑکیاں دروازے ابھی فٹ نہ ہوئے تھے۔ اور عمارت کے سامنے بجری اور دیگر تعمیراتی سامان کا ڈھیر پڑا ہوا تھا اور اس وقت عمارت کی تعمیر کا کام بند تھا۔ کیونکہ وہاں نہ ہی کوئی

مزدور نظر آ رہا تھا اور نہ ہی کوئی دوسرا آدمی۔ شاید کام کسی وجہ سے بند تھا۔ بہرحال یہ جگہ مسلم اصفہانی کے نقطہ نظر سے بہترین تھی اس نے کار کا رخ اس عمارت کی طرف موڑا۔ اور پھر وہ کار عمارت کی پشت کی طرف لے گیا اس نے کار عمارت کی پشت پر ایک درخت کے نیچے روک دی اور خود اتر کر عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ عمارت کی پچھلی طرف بھی ایک دروازہ تھا۔ جس میں کواڑ وغیرہ موجود نہ تھے
مسلم اصفہانی نے ادھر ادھر دیکھا اور جب کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ دیکھا تو وہ تیزی سے عمارت میں داخل ہو گیا اور چند لمحوں بعد وہ عمارت کی دوسری منزل پر پہنچ گیا اب یہاں سے کوٹھی نمبر پچیس کا وہ آسانی اور اطمینان سے جائزہ لے سکتا تھا۔ ایک زیرتعمیر دیوار کی آڑ لے کر وہ اطمینان سے کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا
"یس نمبر سکس اوور" دوسری طرف سے

نمبر سکس کی آواز ابھری
"چیف باس پیکنگ تم خود وہاں پہنچ گئے اوور" مسلم اصفہانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"یس باس مشن کی اہمیت کے پیش نظر میں فوراً یہاں آ گیا تھا تاکہ اچھی طرح عمارت کی نگرانی ہو سکے اوور" نمبر سکس نے جواب دیا
"او۔ کے رپورٹ دو کوئی باہر تو نہیں نکلا اوور" مسلم اصفہانی نے پوچھا۔
"نہیں جناب وہ دونوں جب سے اندر گئے ہیں باہر نہیں آئے اوور" نمبر سکس نے جواب دیا۔
"اس عمارت کی پچھلی طرف عام دروازہ یا کوئی خفیہ دروازہ اوور"
مسلم اصفہانی نے کسی خیال کے تحت پوچھا
"نہیں جناب، میرے آدمی عمارت کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں اوور"
نمبر سکس نے جواب دیا۔
"او۔ کے اوور اینڈ آل" مسلم اصفہانی نے

کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک نیلے رنگ کی ویگن کو کوٹھی کے سامنے والے درخت کے نیچے رکتے دیکھا۔ ویگن پر بڑے بڑے حروف میں بیکری کا نام لکھا ہوا تھا۔ اس ویگن کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ بلاسٹنگ ڈیپارٹمنٹ والے آگئے ہیں اور وہ پوری طرح چوکنا ہو گیا

ویگن کا دروازہ کھلا اور پھر اس میں سے دو آدمی باہر نکلے۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے ڈبے تھے جن پر بیکری کا نام چھپا ہوا تھا وہ دونوں تیزی سے عمارت کے گیٹ کی طرف بڑھ گئے اور پھر انہوں نے عمارت کے گیٹ پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان باہر آگیا۔ ان دونوں نے اس سے کوئی بات کی اور پھر دونوں ڈبے اس کے ہاتھ میں تھما دیئے۔ وہ نوجوان جب ڈبے لے کر پھاٹک کے اندر داخل ہو گیا تو وہ دونوں تیزی سے مڑے اور چند لمحوں بعد وہ ویگن میں سوار

ہو گئے اور اس کے ساتھ ہی ویگن سٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی

ابھی اس ویگن کو گئے چند ہی منٹ ہوئے ہوں گے کہ ایک سفید رنگ کی ویگن اسی جگہ پر آ کر رکی۔ اس ویگن پر ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ کا مخصوص مونو گرام موجود تھا۔ ویگن رکتے ہی اس کا دروازہ کھلا اور پھر خاکی رنگ کی وردیوں میں ملبوس تین افراد ہاتھوں میں ٹیلیفون کا سامان اور تاریں سنبھالے باہر نکلے اور تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ایک بار پھر کال بیل بجائی گئی اور وہی نوجوان باہر آیا۔ کال بیل بجانے والوں نے اس سے کوئی بات کی اور پھر ان میں سے ایک نے جیب سے شناختی کارڈ نکال کر نوجوان کو دکھایا۔ نوجوان نے کارڈ غور سے دیکھا اور پھر کارڈ واپس کر کے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ نوجوان کی پیروی کرتے ہوئے ذیلی کھڑکی سے اندر داخل ہو گئے۔

غور سے یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا لیکن اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اتنا بڑا کھڑاگ کیوں پھیلایا گیا ہے اس نے کچھ سوچتے ہوئے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ایک اور فریکونسی سیٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا

"یس فنجانی سپیکنگ اوور" چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر میں سے فنجانی کی آواز سنائی دی۔

"چیف باس سپیکنگ اوور"

مسلم اصفہانی نے جواب دیا۔

"یس باس ہم نے کارروائی شروع کر دی ہے۔ بس تھوڑی دیر بعد مشن مکمل ہو جائے گا۔ اوور" فنجانی نے جواب دیا

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔ مجھے تمہارے کام کی سمجھ نہیں آ رہی اوور"

مسلم اصفہانی نے سخت لہجے میں پوچھا

"باس ہم نے بیکری کے دو ڈبے بھجوائے ہیں ان ڈبوں میں کیک ہیں لیکن

ان کیکوں کے اندر انتہائی طاقتور بم موجود ہیں اس طرح یہ ڈبے عمارت کے اندر موجود کچن میں پہنچ جائیں گے اب میرے تین آدمی ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ کے آدمیوں کے روپ میں اندر آ گئے ہیں

وہ بظاہر ٹیلیفون چیک کرنے کے لئے اندر گئے ہیں درحقیقت وہ ٹیلیفون کے ساتھ ایک وائرلیس بم فٹ کر دیں گے میں نے ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ سے پتہ کرایا ہے اس عمارت میں ایک نجی ٹیلیفون ایکسچینج بنا ہوا ہے اور اس کے لنک تقریباً ہر کمرے میں ہیں۔ وائرلیس رینج بم ٹیلیفون کے ساتھ منسلک ہوتے ہی اس کی تباہ کاری عمارت کے ہر اس کمرے تک پہنچ جائے گی جہاں جہاں ٹیلیفون کے ریسیور موجود ہیں اس کے بعد ہم نے صرف اتنا کرنا ہے کہ وائرلیس بم کو آن کر دیں گے۔ لیکن آن ہوتے ہی یہ تباہ کن بم فوراً

نہیں پھٹے گا۔ بلکہ یہ صرف اس وقت پھٹے گا جب اس عمارت سے کسی کو فون کیا جائے گا یا باہر سے اس عمارت میں کوئی فون آئے گا اور یہاں سے ریسیور اٹھایا جائے گا۔ اس طرح ہمیں یہاں سے دور نکل جانے کا موقع مل جائے گا اور ہم پولیس کے گھیرے میں بھی نہیں آئیں گے۔ وائرلیس رینج بم پھٹتے ہی ہر وہ کمرہ دھماکے سے اڑ جائے گا جہاں جہاں ٹیلی فون موجود ہوگا اور پھر ان کی وجہ سے کچن میں رکھے ہوئے ٹیکوں کے اندر رکھے ہوئے طاقتور ترین بم بھی پھٹ جائیں گے اور اس طرح عمارت کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔ جب کہ ہم اس وقت یہاں سے کافی دور جا چکے ہوں گے اوور"

فنجانی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے جواب دیا اور مسلم اصفہانی فنجانی کی مہارت پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ واقعی فنجانی

کام میں ماہر تھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید فنجانی کے آدمی باہر سے بم اندر پھینکیں گے اور عمارت کو تباہ کر دیں گے لیکن اس طرح اول تو پوری عمارت کے تباہ ہونے کے امکانات کم تھے اور دوسری بات یہ کہ ارد گرد کے لوگ اور پولیس انہیں نظروں میں رکھ سکتی تھی لیکن فنجانی نے جو طریقہ اپنایا تھا وہ اتنا ماہرانہ تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی اور پوری عمارت راکھ کا ڈھیر بن جاتی

"ٹھیک ہے فنجانی میں سمجھ گیا کہ تم واقعی اپنے کام میں ماہر ہو۔ اس مشن کے مکمل ہونے پر تمہیں باقاعدہ انعام دیا جائے گا اوور"

مسلم اصفہانی نے تعریف بھرے انداز میں کہا۔ "تھینک یو باس اوور" فنجانی نے جواب دیا اس کے لہجے میں مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں

"اوور اینڈ آل" مسلم اصفہانی نے کہا

اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈال لیا اب اس کی نظریں کوٹھی کے پھاٹک پر جمی ہوئی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے پھاٹک سے فنجانی کے تینوں آدمیوں کو باہر آتے دیکھا ان کے چہروں پر کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے اور مسلم اصفہانی ان کے چہرے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر لوٹے ہیں۔ تینوں آدمی پھاٹک سے نکلتے ہی تیزی سے ویگن کی طرف بڑھے اور ان کے سوار ہوتے ہی ویگن تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ ان تینوں کے پیچھے وہ نوجوان بھی باہر آ گیا تھا جو انہیں اندر لے گیا تھا۔ وہ اس وقت تک پھاٹک پر کھڑا رہا۔ جب تک وہ تینوں ویگن میں سوار نہ ہو گئے اور ویگن آگے نہ بڑھ گئی۔ نوجوان نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر واپس کھڑکی کے ذریعے اندر چلا گیا اور ذیلی کھڑکی بند ہو گئی اب مسلم اصفہانی بموں کے پھٹنے کے

انتظار میں کھڑا تھا اور جب اسے دس منٹ گزر گئے تو اس سے نہ رہا گیا اور اس نے ٹرانسمیٹر دوبارہ جیب سے نکال لیا اور فنجانی کو کال کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹرانسمیٹر آن کرتا۔ ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور مسلم اصفہانی نے تیزی سے اس کا بٹن دبا دیا۔

" فنجانی سپیکنگ اوور"

بٹن دبتے ہی دوسری طرف سے فنجانی کی آواز سنائی دی۔

" چیف باس سپیکنگ اوور"

مسلم اصفہانی نے جواب دیا

باس ہم محفوظ مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ اب میں چاہتا ہوں کہ وائرلیس بم آن کر دیا جائے۔ لیکن میں نے اس سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ آپ کو کال کر لیا جائے تاکہ اگر عمارت کے گرد ہماری تنظیم کے افراد موجود ہوں تو انہیں وہاں سے ہٹا لیا جائے کیونکہ اس عمارت کے تباہ ہونے سے ارد گرد کا

علاقہ بھی تباہ ہو جائے گا اوور" فنجانی نے کہا

" اوہ ٹھیک ہے لیکن کیا تمہیں اندازہ ہے کہ اس عمارت کی تباہی کی زد کتنے فاصلے تک ہو گی اوور" مسلم اصفہانی نے پوچھا۔

" زیادہ سے زیادہ سو گز۔ سو گز کے فاصلے تک موجود تمام عمارتیں تباہ ہو جائیں گی اوور" فنجانی نے جواب دیا۔

" اچھا ٹھیک ہے میں اپنے آدمیوں کو ہٹا کر تمہیں کال کرتا ہوں اوور" مسلم اصفہانی نے جواب دیا۔ اس نے اندازہ کیا تھا کہ جس عمارت میں وہ خود موجود ہے وہ بھی تباہی کی زد میں آتی تھی۔ اس لئے فنجانی نے یہ بھی عقلمندی کی تھی۔ کہ وائرلیس رینج بم آن کرنے سے پہلے اسے مطلع کر دیا تھا اس نے تیزی سے نمبر سکس کی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

" یس نمبر سکس سپیکنگ اوور" دوسری طرف سے نمبر سکس کی آواز سنائی دی۔

" نمبر سکس بلاسٹنگ ڈیپارٹمنٹ نے اپنا کام کر دیا ہے۔ تم ایسا کرو اپنے آدمیوں کو اس عمارت سے دور ہٹا دو۔ کم از کم دو سو گز کے فاصلے تک ورنہ وہ ہلاک ہو جائیں گے اوور" مسلم اصفہانی نے تیز لہجے میں کہا

" بہتر جناب میں ابھی کال کر کے انہیں ہدایات دے دیتا ہوں اوور" نمبر سکس نے جواب دیا۔

" اور سنو عمارت کی تباہی کے بعد تم نے اس کی مکمل رپورٹ مجھے ہیڈ کوارٹر دینی ہے کہ اس عمارت کے اندر کوئی فرد زندہ تو نہیں رہ گیا اوور" مسلم اصفہانی نے کہا۔

" بہتر باس ایسا ہی ہو گا اوور" نمبر سکس نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے اس کے لئے میں تمہیں دس منٹ دے سکتا ہوں۔ دس منٹ کے بعد یہ عمارت تباہ ہو جائے گی اوور" مسلم اصفہانی نے کہا۔

"بہت وقت ہے جناب آپ جا کر
رہیں اوور" نمبر سکس نے کہا۔
"اوور اینڈ آل" مسلم اصفہانی نے بٹن آف
کر کے رابطہ ختم کر دیا اور پھر اس نے دوبارہ
فنجانی کی فریکوئنسی سیٹ کی
"یس فنجانی سپیکنگ اوور"
رابطہ قائم ہوتے ہی فنجانی کی آواز ٹرانسمیٹر
میں سے ابھری
"فنجانی اب سے ٹھیک دس منٹ بعد
تم اپنا مشن مکمل کر سکتے ہو اوور"
مسلم اصفہانی نے کہا۔
"بہتر باس ایسا ہی ہوگا اوور"
فنجانی نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔
"اوور اینڈ آل"
مسلم اصفہانی نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف
کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور تیزی سے
واپس مڑ گیا وہ جلد از جلد اس عمارت سے
دور نکل جانا چاہتا تھا۔ عمارت سے باہر آ
کر اس نے کار سنبھالی اور پھر چند لمحوں

بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے آگے
بڑھتی چلی گئی وہ وہاں سے تقریباً آٹھ سو
گز دور آ گیا اور پھر اسے وہاں ایک
ہوٹل نظر آیا تو اس نے کار ہوٹل کے گیٹ
کے سامنے روکی اور اتر کر ہوٹل کے ہال میں
داخل ہو گیا۔ ہال تقریباً خالی تھا۔ دو چار
لوگ ہی وہاں بیٹھے نظر آ رہے تھے۔ مسلم
اصفہانی نے گیٹ کے قریب ہی ایک کرسی
سنبھالی اور اطمینان سے بیٹھ گیا
ویٹر کو اس نے چائے لانے کا کہا اور پھر
اس کی نظریں گھڑی پر جم گئیں۔ دس منٹ
کے وقفے میں سے سات منٹ گذر چکے تھے
اور پھر جب ویٹر نے اس کے سامنے چائے
رکھی تو صرف ایک منٹ باقی تھا۔ مسلم اصفہانی
نے بڑے اطمینان سے چائے بنائی اور آہستہ
آہستہ چسکیاں لینے لگا۔ دس منٹ گذر چکے
تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی دھماکہ نہ ہوا تھا۔
وہ سمجھ گیا تھا کہ وائرلیس رینج بم آن
کر دیا گیا ہو گا اور اب باقی وقفہ صرف اتنا

تھا کہ یا تو عمارت کے اندر سے فون کیا جائے یا باہر سے آنے والا فون ریسیو کیا جائے۔

پھر اس نے پیالی ختم کر کے میز پر رکھی ہی تھی کہ اچانک ایک خوفناک اور کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اتنا شدید تھا کہ پورے ہال میں زلزلہ سا آ گیا اور مسلم اصفہانی خود بھی کرسی سمیت اچھل کر فرش پر جا گرا اُسے یوں محسوس ہوا جیسے کیفے کی چھت ابھی اس کے سر پر آ گرے گی اور پھر پے در پے دو اور خوفناک دھماکے ہوئے یہ دھماکے پہلے سے بھی شدید تھے اور مسلم اصفہانی کے کان سن ہو گئے اسے ایک لمحے کے لئے یوں لگا جیسے اس کا پورا جسم منجمد ہو گیا ہو۔

لیکن پھر دھماکوں کی بازگشت کم ہوئی تو باہر انسانوں کے شوروغل سے فضا گونج اٹھی۔ مسلم اصفہانی تیزی سے فرش سے اٹھا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ بھاگتا ہوا

کیفے سے باہر آ گیا۔ اسنے سامنے عمارتوں سے آگ کے خوفناک شعلے بلند ہوتے دیکھے ہر طرف تباہی ہی تباہی نظر آ رہی تھی یوں لگتا تھا جیسے کسی نے ان عمارتوں پر ایٹم بم پھینک دیا ہو۔ لوگ تیزی سے ان عمارتوں کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔ اور پولیس کی گاڑیوں کے سائرن اور ان کی سیٹیوں کی مخصوص آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ سب لوگ بری طرح حواس باختہ تھے۔ لیکن مسلم اصفہانی کے چہرے پر اطمینان کی گہری مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔ وہ خوش تھا کہ اس نے رضا کاشانی اور اس کے ساتھیوں سمیت ان پاکیشیائی جاسوسوں کا آخر کار خاتمہ کر ہی دیا۔ ظاہر ہے اس قدر خوفناک تباہی کے بعد ان کے زندہ بچ جانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا اور یہی سوچتا ہوا وہ تیزی سے کار میں بیٹھا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار ہیڈکوارٹر کی طرف تیزی سے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اب وہ جلد از جلد

وہاں پہنچ کر نمبر سکس کی طرف سے آخری رپورٹ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کے خیال کی مکمل تصدیق ہو سکے۔

فیصل شہزاد اور ڈریکولا خوابگاہ میں اپنے اپنے بستروں پر گہری نیند سوئے ہوئے تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی یوں اندر داخل ہوا جیسے موت اس کا پیچھا کر رہی ہو۔ دروازہ کھلنے کے زوردار دھماکے نے ان تینوں کو جھنجوڑ دیا اور وہ تینوں ہی ایک جھٹکے سے بستروں پر اٹھ بیٹھے۔ کمرے میں نیلے رنگ کا بلب جل رہا تھا اور اس بلب کی روشنی میں انہوں نے آنے والے کو بخوبی پہچان لیا۔
یہ کوٹھی کا ملازم تھا۔ یہاں کا انچارج

اس کے چہرے پر دہشت ناچ رہی تھی
"کیا ہوا کیا بات ہے؟"
شہزاد اور فیصل نے بیک وقت پوچھا
"غضب ہو گیا۔ سب کچھ ختم ہو گیا؟"
ملازم نے انتہائی گلوگیر لہجے میں ان کے بستروں کے قریب رکتے ہوئے کہا۔
"ہوا کیا" شہزاد نے اچھل کر بستر سے نیچے فرش پر کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا وہ ملازم کی حالت دیکھ کر خود بھی بری طرح گھبرا گیا تھا۔
"پوائنٹ ون تباہ کر دیا گیا ہے۔ شہریار صاحب کی ہڈیاں تک فضا میں بکھر گئی ہیں۔ ہمارا پورا گروپ ہی ختم ہو گیا ہے رضا صاحب ... رضا صاحب ...." ملازم نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور رضا کاشانی کا نام لیتے ہی اس کی ہچکیاں بندھ گئیں
"رضا صاحب کو کیا ہوا"
شہزاد نے بڑے بے چین لہجے میں پوچھا
"وہ شدید زخمی ہیں ان کے بچنے کا کوئی

امکان نہیں ہے" ملازم نے روتے ہوئے جواب دیا
"اوہ مگر یہ سب ہوا کیسے۔ پوائنٹ ون کس نے تباہ کیا۔ کس وقت تباہ کیا"
شہزاد نے انتہائی پریشان لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔
"ابھی ابھی اطلاع آئی ہے کہ اب سے آدھا گھنٹہ پہلے اچانک عمارت ایک خوفناک دھماکے سے اڑ گئی۔ اس خوفناک دھماکے کے بعد فوراً ہی دو اور اس سے بھی زیادہ خوفناک دھماکے ہوئے اور پوری عمارت تنکوں کی طرح فضا میں اڑتی چلی گئی۔ ساتھ والی دو بلڈنگیں بھی تباہ ہو گئی ہیں اور ان عمارتوں کے قریب سے گزرنے والے تقریباً پچاس افراد ملبے کے نیچے دب کر ہلاک اور ڈیڑھ سو افراد شدید زخمی ہوئے ہیں۔ دھماکے ہوتے ہی پولیس اور فائر بریگیڈ نے عمارت کو گھیر لیا اور پھر تیزی سے ملبہ ہٹایا گیا اس عمارت میں ہماری تنظیم کے اس وقت ساٹھ

افراد موجود تھے۔ وہ سب لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ انہی میں شہریار صاحب بھی شامل تھے ان کا مسخ شدہ سر تیسری عمارت کے لان میں پڑا ہوا ملا ہے۔ البتہ رضا صاحب عمارت کے نیچے تہہ خانے میں تھے۔ اس لئے وہ براہِ راست تو زد میں نہیں آئے۔ لیکن تہہ خانوں کی چھتیں بیٹھ گئیں اور وہ شدید زخمی ہو کر ملبے کے نیچے دب گئے۔

فائر بریگیڈ کے عملے نے جب انہیں باہر نکالا تو اس وقت وہ زندہ تو تھے۔ لیکن ان کے جسم کی زیادہ تر ہڈیاں ٹوٹ چکی تھیں سر پر بے شمار ضربیں تھیں انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے وہاں ڈاکٹر ان کی جان بچانے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف ہیں۔ لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے۔ کہ اب کوئی معجزہ ہی انہیں بچا سکتا ہے ورنہ ان کے بچنے کی ایک فیصد بھی امید نہیں"

ملازم نے اب تفصیل بتانی شروع کر دی اس کی حالت خاصی حد تک سنبھل چکی تھی

"اوہ اس کا مطلب ہے کالا گلاب والوں نے خوفناک حملہ کیا ہے"

شہزاد نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"رضا صاحب کون سے ہسپتال میں ہیں"

اچانک فیصل نے پوچھا وہ اب تک خاموش بیٹھا رہا تھا۔

"سول ملٹری ہسپتال کے مخصوص وارڈ میں انہیں پہچان لیا گیا تھا۔ اس لئے وزیر اعظم صاحب کو فوری اطلاع دی گئی اور ان کی مخصوص ہدایات پر شہر کے بڑے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم انہیں بچانے کی کوشش میں مصروف ہے"

ملازم نے جواب دیا۔

"ہمیں فوراً ہسپتال پہنچنا چاہیئے اور رضا صاحب کی خبرگیری کرنی چاہیئے"

شہزاد نے کہا اور فیصل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے بھی یہ خبر سن کر شدید صدمہ پہنچا تھا۔

"اگر آپ کہیں تو میں ڈرائیور سے کار نکالنے کے لئے کہوں" ملازم نے پوچھا

اُسے شاید فیصل اور شہزاد کی رضا سے فوری ہمدردی پر خوشی ہوئی تھی

"ہاں ضرور ــــ ہم فوراً رضا صاحب کے پاس پہنچنا چاہتے ہیں" شہزاد نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"خدا کرے رضا صاحب بچ جائیں"۔ فیصل نے پورے خلوص سے دعا کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے فیصل کہ رضا صاحب پر ہسپتال میں بھی حملہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کے بچ جانے کی اطلاع کالا گلاب کو ضرور مل گئی ہوگی۔ اور وہ کب چاہے گا کہ اتنی بڑی عمارت اڑانے کے باوجود رضا کاشانی بچ جائے"۔ شہزاد نے الماری سے کپڑے نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے" فیصل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم جلدی سے تیار ہو جاؤ اگر وہاں کالا گلاب کا کوئی ایسا آدمی نظر آ گیا جسے ہم پہچانتے ہوں تو پھر ہم اسے اغوا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اس کے ذریعے ان کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگایا جا سکے" شہزاد نے کہا۔ "ہاں یہ ٹھیک ہے اب تو ظاہر ہے ہم لوگوں نے ہی کام کرنا ہے۔ رضا کاشانی اور اس کا گروپ تو کالا گلاب نے ختم ہی کر دیا" فیصل نے کپڑے تبدیل کرتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر جب ملازم نے اندر آ کر کار تیار ہونے کی اطلاع دی تو وہ دونوں کپڑے تبدیل کر چکے تھے۔ ڈریکولا چونکہ ہر وقت ایک ہی لباس میں رہتا تھا اس لئے اُسے کپڑے تبدیل کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تھی۔

"آؤ فیصل جلدی کرو ہمیں فوراً ہسپتال پہنچنا چاہیئے" شہزاد نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل

اُسے شاید فیصل اور شہزاد کی رضا سے فوری ہمدردی پر خوشی ہوئی تھی

"ہاں ضرور ــــ ہم فوراً رضا صاحب کے پاس پہنچنا چاہتے ہیں" شہزاد نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"خدا کرے رضا صاحب بچ جائیں" فیصل نے پورے خلوص سے دعا کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے فیصل کہ رضا صاحب پر ہسپتال میں بھی حملہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کے بچ جانے کی اطلاع کالا گلاب کو ضرور مل گئی ہو گی۔ اور وہ کب چاہے گا کہ اتنی بڑی عمارت اڑانے کے باوجود رضا کاشانی بچ جائے" شہزاد نے الماری سے کپڑے نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے" فیصل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم جلدی سے تیار ہو جاؤ اگر وہاں کالا گلاب کا کوئی ایسا آدمی نظر آ گیا جسے ہم پہچانتے ہوں تو پھر ہم اسے اغوا کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ اس کے ذریعے ان کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگایا جا سکے" شہزاد نے کہا "ہاں یہ ٹھیک ہے اب تو ظاہر ہے ہم لوگوں نے ہی کام کرنا ہے۔ رضا کاشانی اور اس کا گروپ تو کالا گلاب نے ختم ہی کر دیا" فیصل نے کپڑے تبدیل کرتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر جب ملازم نے اندر آ کر کار تیار ہونے کی اطلاع دی تو وہ دونوں کپڑے تبدیل کر چکے تھے۔ ڈریکولا چونکہ ہر وقت ایک ہی لباس میں رہتا تھا اس لئے اسے کپڑے تبدیل کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی تھی۔

"آؤ فیصل جلدی کرو ہمیں فوراً ہسپتال پہنچنا چاہیئے" شہزاد نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا

چلا گیا۔ فیصل اور ٹریکولا اس کے پیچھے تھے باہر پورچ میں سلور گرے کلر کی ایک خوبصورت کار موجود تھی اور ایک باوردی ڈرائیور ان کے لئے دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ وہ تینوں ہی کار میں سوار ہو گئے اور ڈرائیور نے سٹیرنگ سنبھال لی

"سول ملٹری ہسپتال لے چلو۔ مگر جس قدر جلد ممکن ہو سکے" شہزاد نے تیز لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کار سٹارٹ کرکے پھاٹک کی طرف دوڑا دی

مسلم اصفہانی آپریشن روم میں بیٹھا بڑی بے چینی سے نمبر سکس کی طرف سے رضا کاشانی اور شہریار کی موت کے بارے میں خبر سننے کا انتظار کر رہا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اگر ان دونوں کے متعلق اطلاع مل گئی تو پھر یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ وہ پاکیشیائی جاسوس بھی یقیناً ختم ہو چکے ہوں گے۔ کیونکہ ظاہر ہے وہ آج کل اکٹھے ہی کام کر رہے اور اکٹھے ہی رہ رہے ہوں گے

اُسے انتظار کرتے کرتے آدھا گھنٹہ گذر گیا تب جا کر کہیں چھ نمبر سکرین روشن

ہوئی اور اس نے بڑے اشتیاق آمیز انداز میں ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا

"نمبر سکس سپیکنگ اوور" دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور ساتھ ہی سکرین پر نمبر سکس کی تصویر ابھر آئی

"چیف باس سپیکنگ اوور" مسلم اصفہانی نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"باس پوری عمارت مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے ارد گرد کی تین عمارتیں بھی تباہ ہو گئی ہیں۔ سینکڑوں آدمی زخمی ہوئے ہیں اور بے شمار ہلاک ہو چکے ہیں۔ اصل عمارت میں موجود بھی سب افراد ہلاک ہو چکے ہیں صرف رضا کاشانی زندہ حالت میں ملبے کے نیچے دبا ہوا ملا ہے۔ لیکن اس کی حالت بیحد خراب ہے اس کے زندہ بچ جانے کے امکانات بیحد کم ہیں اوور"

نمبر سکس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا

"شہریار کے متعلق کیا رپورٹ ہے کیا اس کی لاش مل گئی ہے اوور" مسلم اصفہانی نے پوچھا

"شہریار ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کے جسم کے تو ٹکڑے اڑ گئے ہیں البتہ مسخ شدہ سر تیسری عمارت کے لان میں پڑا ہوا ملا ہے اوور"

نمبر سکس نے جواب دیا اور مسلم اصفہانی کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے کیونکہ وہ شہریار کی ذہانت اور پھرتی سے ہمیشہ خائف رہتا تھا

"اور وہ پاکیشیا کے جاسوسوں کے متعلق کوئی اطلاع دو"

مسلم اصفہانی نے دھڑکتے دل سے سوال کیا۔

"باس ہم انہیں پہچانتے تو نہیں لیکن اگر وہ عمارت کے اندر تھے تو یقیناً ہلاک ہو چکے ہیں کیونکہ اصل عمارت میں سے صرف رضا کاشانی ہی زندہ ملا ہے باقی وہاں جتنے لوگ بھی تھے ان کے جسموں کے ٹکڑے اڑ گئے ہیں۔ رضا کاشانی بھی اس لئے زندہ رہا ہے کہ وہ تہہ خانے

میں تھا اور تہہ خانے کی چھت بیٹھ جانے سے ملبے میں دب گیا تھا جہاں سے فائر بریگیڈ والوں نے اسے نکالا ہے اوور" نمبر سکس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے لیکن رضا کاشانی کیوں زندہ بچ گیا۔ وہ ہمارا دشمن نمبر ایک ہے۔ اگر وہ زندہ رہا تو اس کا مطلب ہے۔ اس کا گروپ ایک بار پھر ہمارے مقابلے میں آ جائے گا۔ اوور" مسلم اصفہانی نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس کی حالت بیحد خراب ہے۔ میرا خیال ہے وہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتا لیکن شہر کے بڑے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم اسے بچانے کی سرتوڑ کوشش کر رہی ہے۔ اوور" نمبر سکس نے کہا۔

"وہ اس وقت کس ہسپتال میں ہے اوور" مسلم اصفہانی نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"سول اینڈ ملٹری ہسپتال کے مخصوص وارڈ میں ہے۔ وزیراعظم صاحب کو ان کے زخمی

ہونے کی اطلاع مل گئی تھی اس لئے انہوں نے فوری طور پر بڑے بڑے ڈاکٹروں کو بھیجنے کا حکم دے دیا ہے اوور" نمبر سکس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے شکریہ اوور اینڈ آل" مسلم اصفہانی نے اچانک بات چیت ختم کرتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سی تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ رضا کاشانی کے زندہ بچ جانے کی خبر نے اسے تشویش میں مبتلا کر دیا تھا اور پھر جب نمبر سکس نے یہ رپورٹ دی تھی کہ وزیراعظم کے حکم پر بڑے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم اسے بچانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے تو اسے اور بھی زیادہ تشویش ہو گئی تھی۔ وہ بٹن آف کر کے کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر اچانک اس نے فیصلہ کر لیا کہ رضا کاشانی کو ہسپتال میں ہی ختم کر دیا جائے وہ کسی امکان پر خاموش نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ جہاں اتنی بڑی عمارت تباہ ہو

گئی تھی۔ وہاں ہسپتال میں رضا کاشانی کا خاتمہ اتنا مشکل کام نہیں تھا اور پھر ایسی صورت میں کہ رضا کاشانی بستر پر بیہوش پڑا ہو اسے زیادہ آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا تھا لیکن اگر وہ صحت یاب ہو کر وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر اسے پکڑنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا۔

یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا اور دیوار پر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ اس سکرین کے اوپر لو کا ہندسہ چمک رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی روشن ہو گئی اور اس پر آڑھی ترچھی لہریں سی کوندنے لگیں اور پھر چند لمحوں بعد سکرین پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والے نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔ جو سر سے گنجا تھا۔ یہ کالا گلاب کے شعبہ قتل کا انچارج تھا۔ اس شعبے میں تمام پیشہ ور قاتل جمع تھے جب بھی تنظیم کسی آدمی کو ختم کرانا چاہتی تو اس شعبہ کو حرکت میں۔

ے آتی تھی۔

"نمبر ٹائن سپیکنگ اوور" گنجے نے کرخت ہجے میں کہا۔

"چیف باس سپیکنگ اوور" مسلم اصفہانی نے ن سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس حکم کیجئے اوور" نمبر ٹائن کا لہجہ یکدم نرم ہو گیا اور مسلم اصفہانی نے اطمینان کا سانس لیا۔ اُسے دراصل اس شعبہ سے بغاوت کا خطرہ تھا کیونکہ یہ شعبہ سب سے زیادہ اکھڑ مزاج کا حامل تھا۔

"تین ماہر قاتل پوائنٹ ٹکس پر بھیج دو میں خود ان کے ساتھ جاؤں گا۔ ہمیں سول اینڈ ملٹری ہسپتال کے خصوصی وارڈ میں ایک مریض کو ہلاک کرنا ہے اوور" مسلم اصفہانی نے کہا۔ "لیکن باس آپ کو ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ اس مریض کی تفصیلات مجھے دے دیں۔ میرے آدمی اُسے ہلاک کر دیں گے اوور" نمبر ٹائن نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا

"تم اس بات کو نہیں سمجھتے وہ مریض کوئی عام آدمی نہیں ہے۔ ملک کا مشہور جاسوس رضا کاشانی ہے اور پھر ہسپتال میں اس کی حفاظت کے مخصوص انتظامات کئے گئے ہیں اور سب سے زیادہ اہم بات یہ کہ میں اپنی آنکھوں کے سامنے اسے مرتا دیکھنا چاہتا ہوں اوور" مسلم اصفہانی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں میں تین ماہر قاتلوں کو بھیج رہا ہوں۔ ان کے نمبر سکسٹی ون، تھرٹی فائیو اور الیون ہیں۔ یہ میرے شعبے کے سب سے ہوشیار چالاک، ذہین اور سفاک قاتل ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ انتہائی آسانی سے شکار کو ختم کر لیں گے اوور" نمبر نائن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے میں ان کا انتظار کر رہا ہوں کوڈ سی ایم ایچ ہسپتال ہو گا اوور"

مسلم اصفہانی نے کہا۔

"بہتر باس یہ تینوں افراد پندرہ منٹ تک آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اوور" نمبر نائن نے جواب دیا۔

"او کے اوور اینڈ آل" مسلم اصفہانی نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور پھر اس نے لوکل ٹرانسمیٹر پر ہیڈ کوارٹر کے انچارج کو کوڈ اور ان تینوں کی آمد سے مطلع کرتے ہوئے حکم دیا کہ وہ ان کی آمد کی فوراً اسے اطلاع دیں اور ایک کار بھی پورچ میں تیار رکھیں۔

اس کے بعد وہ اٹھ کر ملحقہ کمرے میں گھستا چلا گیا۔ اب وہ ایک نئے میک اپ میں وہاں جانا چاہتا تھا

اور پھر جب وہ نئے میک میں تیار ہو کر واپس آپریشن روم میں آیا تو اسے تینوں قاتلوں کی آمد کی اطلاع مل گئی وہ تیزی سے آپریشن روم سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا

وزیرِاعظم آران اپنے دفتر میں کرسی پر
بیٹھے بڑی بے چینی کے عالم میں پہلو بدل رہے
تھے ان کے چہرے پر شدید تشویش کے آثار
نمایاں تھے۔ جب سے انہیں اکرم اسکوائر
میں عمارتوں کی لرزہ خیز تباہی کی خبر ملی تھی
اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا تھا
کہ ان عمارتوں کی تباہی سے رضا کاشانی بھی
شدید زخمی ہوا ہے ان کی بے چینی اور
پریشانی بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔ کیوں کہ
رضا کاشانی کے زخمی ہونے کی اطلاع ملتے
ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ عمارتیں کالا گلاب
تنظیم کی ہیں اور انہیں دراصل سب سے

زیادہ ان پاکیشیائی جاسوسوں کے متعلق تشویش
لاحق تھی۔ کیونکہ انہیں مسلسل اطلاعات مل
رہی تھیں کہ رضا کاشانی اور وہ اکٹھے
کالا گلاب تنظیم کے خلاف کام کر رہے ہیں
اور رضا کاشانی کے زخمی ہونے اور عمارت
کی مکمل تباہی سے یہی نتیجہ نکلتا تھا کہ
وہ پاکیشیائی جاسوس بھی عمارت میں یقیناً
موجود ہوں گے اور چونکہ عمارت کے ملبے
سے بے شمار انسانی جسموں کے ٹکڑے ملے تھے
اس لیے کچھ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ وہ
پاکیشیائی جاسوس بھی عمارت میں یقیناً موجود
ہوں گے یا نہیں اگر تھے تو ظاہر ہے وہ
بھی ہلاک ہو چکے ہیں یہی وجہ تھی کہ انہوں
نے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم کو خصوصی طور
پر حکم دیا تھا کہ وہ رضا کاشانی کو بچانے
کی سر توڑ کوششیں کریں۔ تاکہ ہوش میں
آتے ہی اس سے ان پاکیشیائی جاسوسوں
کے متعلق پوچھا جا سکے
اب وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھے

کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے کئی رنگوں کے ٹیلیفونوں میں سے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی مترنم آواز سے بج اٹھی اس ٹیلیفون کا تعلق ان کے پرسنل سیکرٹری سے تھا اور انہوں نے پرسنل سیکرٹری کو بذات خود ہسپتال بھیجا تھا کہ وہ رضا کاشانی کے ہوش میں آنے کی اطلاع انہیں دے سکے۔ اس لیے گھنٹی بجتے ہی انہوں نے جھپٹ کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا

"یس" وزیر اعظم صاحب نے باوقار لہجے میں کہا۔

"سر میں علی رضا بول رہا ہوں"

دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی

"ہاں کیا رپورٹ ہے" وزیر اعظم صاحب نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"سر ایک خوشخبری ہے۔ ڈاکٹروں نے سرتوڑ کوشش کے بعد رضا کاشانی صاحب کو موت کے منہ سے نکال لیا ہے۔ اب ان کی

تجربے سے باہر ہے: پرسنل سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا

"وہ اللہ کا شکر ہے۔ کہ رضا کاشانی ہوش میں آگیا ہے" وزیر اعظم صاحب نے کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

"وہ کسی بھی لمحے ہوش میں آ سکتے ہیں اور سر ایک اور اہم بات بھی۔ ابھی چند لمحے پہلے تین افراد نے خصوصی وارڈ میں داخلے کی اجازت مانگی ہے۔ ان میں سے دو لڑکے ہیں اور ایک ان کا ملازم ہے۔ انہوں نے اپنے نام فیصل شہزاد بتائے ہیں ان کے پاس مخصوص ریڈ کارڈز بھی ہیں۔ میں نے انہیں فی الحال روک لیا ہے۔ تاکہ آپ کو اطلاع کر سکوں" پرسنل سیکرٹری نے کہا

"کیا کہہ رہے ہو فیصل شہزاد زندہ ہیں خدا کا شکر ہے یہ تو بہت بڑی خوشخبری ہے۔ مجھے دراصل انہی کے بارے میں بیحد تشویش تھی۔ وہ اب کہاں ہیں" وزیر اعظم

کے لہجے میں اطمینان کے ساتھ ساتھ مسرت
کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"وہ کانگ روم میں بیٹھے ہیں"۔
پرسنل سیکرٹری نے جواب دیا۔

"ان سے میری بات کراؤ"
وزیراعظم نے کہا۔

"بہتر جناب چند لمحے ہولڈ کیجیے"
پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا
اور وزیراعظم صاحب نے رسیور واپس
میز پر رکھ دیا۔ وہ اب پوری طرح مطمئن
تھے کہ کالا گلاب کا یہ حملہ بھی خالی ہی
گیا۔ رضا کاشانی اور پاکیشیائی جاسوسوں کے
بچ جانے کا مطلب تو یہی تھا اور پھر
چند لمحوں بعد جب ٹیلیفون سیٹ میں ہلکی
سی ٹن ٹن کی آوازیں گونجیں تو انہوں نے
رسیور اٹھا لیا

"یس" وزیراعظم صاحب نے باوقار لہجے
میں کہا۔

"مسٹر شہزاد سے بات کیجیے جناب"

پرسنل سیکرٹری نے کہا اور پھر فوراً ہی
شہزاد کی آواز رسیور پر گونجی

"شہزاد بول رہا ہوں جناب" شہزاد
کا لہجہ انہوں نے صاف پہچان لیا تھا۔

"مسٹر شہزاد آپ کے اور آپ کے ساتھیوں
کے بچ جانے پر میری طرف سے مبارک باد
قبول کیجیے۔ مجھے آپ کے متعلق بیحد تشویش
تھی"۔ وزیراعظم صاحب نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ جناب بس اتفاق
ہی تھا کہ ہم رضا صاحب کے ساتھ اس
عمارت میں نہیں گئے تھے ورنہ ہمارا بھی وہی
حشر ہوتا"۔ شہزاد نے جواب دیا۔

"کالا گلاب کے متعلق آپ نے ابھی تک
کوئی رپورٹ نہیں دی کیا کچھ کامیابی ہوئی"۔
وزیراعظم صاحب نے اشتیاق آمیز لہجے میں
پوچھا۔

"ابھی جنگ جاری ہے جناب مسلسل
ایک دوسرے پر حملے ہو رہے ہیں بہرحال
مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ہی اس تنظیم کا

ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔"
شہزاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ ویری گڈ۔ کسی بھی لمحے کسی بھی وقت
کسی قسم کی امداد اگر حکومت یا حکومت کے
اداروں سے آپ کو چاہیئے تو آپ بلاتکلف
حاصل کر سکتے ہیں۔" وزیراعظم صاحب نے
بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔
"شکریہ جناب جب بھی ایسی ضرورت
پیش آئی ہم امداد طلب کر لیں گے۔"
شہزاد نے جواب دیا۔
"آپ قطعاً بے فکر ہو کر کام کریں۔ اس
ملک کا ہر آدمی آپ سے تعاون کرے گا
آپ ہمارے مہمان ہیں اور ہمیں احساس ہے
کہ آپ ہماری خاطر اپنی جانوں کو داؤ پر
لگائے ہوئے ہیں۔" وزیراعظم نے کہا۔
"شکریہ جناب یہ ملک ہمارا ہی ملک ہے
فی الحال تو ہسپتال والوں کو ہدایات دے دیجئے
کہ وہ ہمیں رضا صاحب سے ملنے سے نہ
روکیں۔" شہزاد نے جواب دیا۔

کون روک
"آپ کو وہاں جانے سے
چونکہ رضا صاحب کی حالت بے حد
تھی۔ اس لئے میں نے خصوصی طور پر
ہدایات دیئے تھے کہ میری اجازت کے
بغیر کسی کو وہاں نہ جانے دیا جائے۔ اب
چونکہ ان کی حالت خطرے سے باہر ہو
چکی ہے اب آپ انہیں مل سکتے ہیں۔ فون
پرسنل سیکرٹری کو دیجئے۔"
وزیراعظم صاحب نے کہا
"جناب" دوسرے لمحے علی رضا کی آواز
سنائی دی۔
"علی رضا ان لوگوں کو فوراً رضا کاشانی صاحب
کے کمرے میں پہنچا دو اور جو کچھ یہ حکم
دیں اس کی فوری تعمیل ہونی چاہیئے۔"
وزیراعظم صاحب نے ہدایات دیتے ہوئے
کہا۔ "بہتر جناب" علی رضا نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا اور وزیراعظم صاحب نے
مطمئن ہو کر ریسیور واپس کریڈل پر
رکھ دیا۔

مسلم اصفہانی جب پورچ میں پہنچا تو اس نے تین سڈول جسموں کے نوجوانوں کو وہاں کھڑا پایا۔ وہ تینوں بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ان کی آنکھوں سے ذہانت اور عیاری صاف جھلک رہی تھی

"تمہارے نمبر کیا ہیں" مسلم اصفہانی نے ان کے قریب پہنچتے ہی سخت لہجے میں پوچھا

"میں سکسٹی ون ہوں جناب" دائیں طرف کھڑے ہوئے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"میرا نمبر تھرٹی فائیو ہے جناب" دوسرے

نے کہا۔

"اور جناب میں الیون ہوں" تیسرے نے فوراً ہی اپنا نمبر بتاتے ہوئے کہا

"ہوں کیا تم پوری طرح تیار ہو کر آئے ہو" مسلم اصفہانی نے بغور ان کا جائزہ لیتے ہوئے کہا

"بالکل جناب ہم ہر قسم کے حالات سے پوری طرح تیار ہو کر آئے ہیں" سکسٹی ون نے جواب دیا۔

"اوکے آؤ میرے ساتھ۔ لیکن تمام کام بیحد ہوشیاری سے ہونا چاہئے۔ ذرا سی غلطی بھی ناقابل معافی ہو گی" مسلم اصفہانی نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں جناب۔ ہم نے ناکام رہنا تو سیکھا ہی نہیں" ان تینوں نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور مسلم اصفہانی سر ہلاتا ہوا کار کے سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ تینوں قاتل پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے تو مسلم اصفہانی نے کار موڑی اور چند

لمحوں بعد وہ پھاٹک سے باہر آ گیا۔

"ہمارا شکار سول اینڈ ملٹری ہسپتال کے خصوصی شعبے میں موجود ایک مریض ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی حفاظت کے خصوصی انتظامات کئے گئے ہوں۔ بہر حال ہم نے ہر قیمت پر اس کا خاتمہ کرنا ہے۔" مسلم اصفہانی نے کار چلاتے ہوئے انہیں سچویشن بتائی

"ٹھیک ہے جناب ہمیں باس نے تفصیلات بتا دی تھیں۔ ہم نے ایک بار پہلے بھی ایک شکار کا اسی وارڈ میں خاتمہ کیا تھا۔ اس وقت بھی وہ مریض فوجی پہرے میں تھا۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ ہم وہاں کے سب راستے جانتے ہیں" سکسی ون نے جواب دیا اور مسلم اصفہانی نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

"اس شکار کی پہچان کیسے ہو گی"

تھرڈ فائیو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سوال کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ رہوں گا میں خود تمہیں اس کی پہچان کراؤں گا" مسلم اصفہانی نے جواب

ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد آخرکار مسلم اصفہانی نے کار ہسپتال کے مین گیٹ میں داخل کی اور پھر پارکنگ کے آخری کونے میں اس نے کار روک دی۔ پارکنگ میں اس وقت خاصی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔

"تمہارے پاس کیا اسلحہ ہے"

مسلم اصفہانی نے کار روکتے ہوئے پوچھا

"ہمارے پاس سائلنسر لگے ریوالور اور طاقتور بم موجود ہیں" سکسی ون نے جواب دیا۔

"اوکے پھر تم کارروائی شروع کرو۔ کس طرح تم خصوصی وارڈ میں داخل ہو گئے۔ ظاہر ہے سیدھے راستے سے تو ہمیں وہاں کوئی گھسنے نہ دے گا"

مسلم اصفہانی نے کار سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "ہمارے ساتھ آئیے" ان تینوں نے کار سے نکلتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ہسپتال کے ایک وارڈ کی پچھلی طرف بڑھتے چلے گئے۔

اور مسلم اصفہانی سر ہلاتا ہوا ان کے پیچھے چل دیا اب ظاہر ہے سارا کام انہوں نے کرنا تھا۔ اس نے تو صرف ان کے ساتھ رہنا تھا۔ مختلف وارڈوں کے پاس سے گزر کر تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی عمارت کی پچھلی طرف پہنچ گئے جو دو منزلہ تھی۔ اس کے نچلے حصے میں کوئی کھڑکی یا روشندان نہیں تھا البتہ دوسری منزل پر وارڈ بنا ہوا تھا۔ اور وہاں کھڑکیاں اور باہر نکلے ہوئے کٹہرے موجود تھے۔ اس طرف پختہ اینٹوں کے ڈھیر بکھرے ہوئے تھے شاید عمارت کی تعمیر کے بعد باقی اینٹوں کو ابھی ہٹایا نہ گیا تھا۔

"یہ خصوصی وارڈ ہے جناب" سکنی ون نے مسلم اصفہانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" مسلم اصفہانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر سکنی ون نے کوٹ کی اندرونی جیب سے باریک پلاسٹک کی رسی کا ایک گچھا نکالا جس پر جگہ جگہ گانٹھیں پڑی ہوئی تھیں اس کے ایک سرے پر پلاسٹک کا

مضبوط آنکڑہ موجود تھا اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے رسی کا ایک سرا ہاتھ میں پکڑا اور بازو کو زور سے گھما کر آنکڑے والا سرا اوپر کٹہرے کی طرف اچھال دیا۔ آنکڑہ بندوق میں سے نکلنے والی گولی کی طرح فضا میں بلند ہوتا چلا گیا اور پھر وہ ایک کٹہرے کی ریلنگ کے ساتھ پھنس گیا اور رسی ایک جھٹکے سے تن گئی۔ سکنی ون نے اس کو کھینچ کر اس کی مضبوطی کا اندازہ کیا اور پھر اس کو پکڑ کر تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اس پر پڑی ہوئی گانٹھوں کی وجہ سے وہ بڑی آسانی سے اوپر چڑھتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کٹہرے پر اتر جانے میں کامیاب ہو گیا۔

"اب آپ چلیں مسٹر" تھرٹی فائیو نے کہا اور مسلم اصفہانی سر ہلاتا ہوا تیزی سے رسی کی مدد سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ جب وہ کٹہرے میں پہنچ گیا تو تھرٹی فائیو اور الیون بھی اس کے پیچھے اوپر آ گئے۔ رسی انہوں نے وہیں

لٹکنے دی تاکہ واپسی آسانی سے ہو سکے۔ کمرے کے سامنے ایک دروازہ تھا۔ جس کے اوپر دو شیشے لگے ہوئے تھے جب کہ دروازے کا نچلا حصہ لکڑی کا تھا۔

" دوسری طرف راہداری میں لوگ موجود ہیں جناب" سکسٹی ون نے سرگوشی کرتے ہوئے مسلم اصفہانی سے کہا

"پھر ہم اندر کیسے جائیں گے"؟

مسلم اصفہانی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ اور سکسٹی ون نے مسکراتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پتلی سی تار نکالی اور دروازے کے کی ہول میں اس کا سرا ڈال دیا اس کے بعد اس نے تار کو مخصوص انداز میں مروڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور سکسٹی ون نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے تار واپس کھینچ لی اور پھر اس نے آہستہ سے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ آہستگی سے کھلتا چلا گیا۔

سکسٹی ون نے ذرا سا دروازہ کھول کر آہستہ سے دوسری طرف کا جائزہ لیا اور پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر دوسری طرف پہنچ گیا۔

" آ جائیے راستہ صاف ہے" سکسٹی ون نے آہستہ سے کہا اور مسلم اصفہانی اور تھرٹی فائیو اور الیون بھی دروازہ پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ یہ ایک راہداری تھی۔ جس میں خصوصی وارڈ کے کمروں کے پیچھے دروازے کھلتے تھے۔ راہداری میں لوگ آ جا رہے تھے لیکن سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے اس لئے کسی نے بھی ان کی طرف دھیان نہ دیا اور وہ آسانی اور اطمینان سے راہداری میں پہنچ گئے اور پھر راہداری کے آخر میں انہیں ایک دروازے کے باہر ایک باوردی سپاہی نظر آیا جو باہر رکھی ہوئی بنچ پر بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ اس نے بندوق دیوار کے ساتھ ٹکا رکھی تھی۔

"میرا خیال ہے ہمارے شکار کا یہی کمرہ

ہو گا" مسلم اصفہانی نے سپاہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور دوسروں نے سر ہلا دیئے اور پھر وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے بڑے مطمئن انداز میں چلتے ہوئے اس کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔

ان کے قدموں کی چھاپ سے شاید سپاہی کی نیند اکھڑ گئی وہ چونک کر سیدھا ہو گیا اور پھر غور سے ان تینوں کو دیکھنے لگا۔ جو بڑے مطمئن انداز میں اُس کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے اور پھر انہیں قریب آتا دیکھ کر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اس نے جھپٹ کر اپنی بندوق بھی اٹھا لی۔

" ہیلو مسٹر کیا یہی کمرہ رضا کاشانی صاحب کا ہے" مسلم اصفہانی نے اس کے قریب پہنچتے ہی بڑے باوقار لہجے میں سپاہی سے مخاطب ہو کر کہا

" ہاں مگر تم لوگ کون ہو اس طرف داخلہ بند ہے۔ آپ لوگ واپس چلے جائیں" سپاہی نے اکھڑے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا " اوہ ویری سوری ہم نے رضا صاحب سے ملنا تھا۔ ہمیں ادھر ہی بھیجا گیا تھا" مسلم اصفہانی نے کہا۔

" نہیں ادھر سے کوئی نہیں جا سکتا آپ سامنے والے راستے سے جائیں" سپاہی نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے شکریہ" مسلم اصفہانی نے کہا اور پھر وہ آہستہ سے مڑا اور سپاہی کے تنے ہوئے اعصاب قدرتی طور پر ڈھیلے پڑ گئے۔ مگر اسی لمحے نمبر الیون کسی عقاب کی طرح اچانک سپاہی پر جھپٹ پڑا۔ اس نے ایک بازو بڑی پھرتی سے سپاہی کی گردن کے گرد ڈالا اور فوراً دوسرے بازو سے اس کی رائفل چھین لی۔ سپاہی نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر نمبر الیون نے پلک جھپکنے میں بازو کو اس انداز میں جھٹکا دیا کہ چیخ کی آواز سے سپاہی کی گردن ٹوٹتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی نمبر الیون نے بڑی پھرتی سے اُسے

بنچ پر لٹا دیا۔ سپاہی ختم ہو چکا تھا۔ سکسٹی ون تھرٹی فائیو اور مسلم اصفہانی دیوار کی طرح سامنے کھڑے تھے اس لئے راہداری سے گذرنے والوں کو اس خوفناک واردات کا اندازہ تک نہ ہو سکا۔ ایون نے بندوق دوبارہ دیوار کے ساتھ کھڑی کی اور سکسٹی ون دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے میں اندھے شیشے لگے ہوئے تھے اس لئے دوسری طرف کچھ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

سکسٹی ون نے دروازے کے ہینڈل کو تھاما اور پھر اس نے تھرٹی فائیو کو مخصوص اشارہ کیا۔ تھرٹی فائیو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکنا کھول کر اس میں موجود طاقتور تیزاب کے چند قطرے ہینڈل کی جڑ میں ٹپکا دیئے اور شیشی بند کر کے واپس جیب میں رکھ لی۔ "یہ دروازہ ابھی چند لمحوں میں کھل جائے گا۔" سکسٹی ون نے ہینڈل کو اوپر نیچے کرتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں مسلم

اصفہانی سے کہا۔

"ٹھیک ہے کمرے میں پہنچتے ہی اشارہ کروں گا اور تم لوگوں نے فائر کھول دینا ہے" مسلم اصفہانی نے جواب دیا۔

"کیوں نہ دروازہ کھول کر کمرے میں بم پھینک دیا جائے" تھرٹی فائیو نے کہا۔

"نہیں پہلے میں تسلی کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی اس کمرے میں ہمارا شکار موجود ہے یا نہیں" مسلم اصفہانی نے جواب دیا اور ان تینوں نے سر ہلا دیئے۔

سکسٹی ون مسلسل ہینڈل کو اوپر نیچے کر رہا تھا اور پھر اچانک کھٹک کی آواز سنائی دی اور ہینڈل نیچے کی طرف لٹک گیا۔ تیزاب نے ہینڈل اور اس کے اندر لاک کو گلا دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ان تینوں نے جیبوں میں ہاتھ ڈال کر سائیلنسر لگے ریوالور نکال لئے اور پھر سکسٹی ون نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور مسلم اصفہانی سمیت وہ تینوں اچھل کر کمرے میں داخل ہو گئے۔

"آئیے جناب میں آپ کو رضا صاحب کے کمرے میں چھوڑ آؤں" وزیرِ اعظم کے پرسنل سیکرٹری علی رضا نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے فیصل شہزاد سے مخاطب ہو کر کہا اس بار اس کا لہجہ بیحد مؤدبانہ تھا۔

"ہاں چلو" شہزاد نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ علی رضا کی رہنمائی میں چلتے ہوئے ایک راہداری میں داخل ہو گئے اس راہداری میں مخصوص وارڈز کے کمروں کے دروازے تھے اور وہاں نرسیں اور ڈاکٹر تیزی سے آ جا رہے تھے۔ راہداری کے آخری کونے میں ایک دروازے کے

سامنے دو مسلح سپاہی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے اور فیصل شہزاد سمجھ گئے کہ یہی رضا کاشانی کا کمرہ ہو گا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازے پر پہنچ گئے اور پھر علی رضا کے کہنے پر سپاہیوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں دروازہ کھول دیا۔

"آپ لوگ اندر آجائیں۔ ابھی رضا صاحب کو ہوش نہیں آیا۔ بہرحال ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ کسی بھی لمحے انہیں ہوش آ سکتا ہے میں واپس جا کر ڈاکٹروں کو آپ کے متعلق ہدایات دے دوں"

علی رضا نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور فیصل شہزاد سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے ان کے اندر جاتے ہی سپاہی نے دروازہ باہر سے بند کر دیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بیڈ پر رضا کاشانی لیٹا ہوا تھا۔ اس کے پورے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ بیڈ کے ایک طرف سٹینڈ پر گلوکوز کی بوتل فٹ

تھی جب کہ دوسری طرف خون کی بوتل تھی اور دونوں کا کنکشن رضاکاشانی کے دونوں بازوؤں سے جڑا ہوا تھا۔ رضاکاشانی کا رنگ ہلدی کیطرح زرد تھا۔ اس کے چہرے پر بھی کہیں کہیں چوٹیں لگی تھیں اور نیل سے پڑے ہوئے تھے وہ بیہوش پڑا تھا

"یہ تو خاصا زخمی ہے" شہزاد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ویسے اس کا بچ جانا بھی معجزہ ہی ہے۔ ورنہ ایسی حالت میں کسی کا بچنا تقریباً ناممکن ہے" فیصل نے دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

جب کہ ڈریکولا رضاکاشانی کے بیڈ کے پائنتی، دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا ان تینوں کی نظریں رضاکاشانی کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں

"ارے یہ ہینڈل کو کون حرکت کر رہا ہے" اچانک فیصل نے چونکتے ہوئے کہا

"کون ہینڈل" شہزاد نے چونکتے ہوئے

[...] پھر فیصل کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے اس کی نظریں بھی عقبی دروازے پر جم گئیں۔ جس کا ہینڈل تیزی سے اوپر نیچے ہو رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کوئی شخص ہینڈل دبا کر دروازہ کھولنا چاہتا ہے" شہزاد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

"مگر صرف ہینڈل اوپر نیچے کرنے سے تو دروازہ نہیں کھل سکتا یہ تو لاک ہے" فیصل نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر دیکھتے۔ اچانک ایک کھٹک کی آواز سنائی دی اور ہینڈل نیچے کو لٹک گیا۔

"ارے یہ کیا ہوا" ان دونوں نے بیک وقت کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر چار آدمی اچھل کر کمرے میں آ گئے ان میں تین کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ریوالور تھے۔

"تم۔ تم زندہ ہو" اندر داخل ہوتے ہی ان میں سے ایک جو خالی ہاتھ تھا حیرت سے چیخ پڑا۔ اس کا رُخ فیصل شہزاد کی طرف تھا

"تم مسلم اصفہانی" شہزاد نے بھی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس آدمی کی آواز پہچان گیا تھا۔ گو اس کی شکل و صورت مختلف تھی۔ اُسے شاید تصور بھی نہ تھا کہ مسلم اصفہانی یوں ہسپتال میں پہنچ سکتا تھا۔

"فائر! ان سب کو ختم کر دو۔ مریض کو بھی اور ان تینوں کو بھی"

اچانک مسلم اصفہانی نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھیوں نے تیزی سے ٹریگر پر انگلیوں کا دباؤ بڑھا دیا اور عین اسی لمحے دیوار کے ساتھ لگا کھڑا ڈریکولا بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ان چاروں پر جو ایک قطار کی صورت میں دروازے کے سامنے کھڑے تھے جا پڑا۔ ان میں سے

دا کو تو اس نے چھاپ لیا لیکن نمبر الیون کے ریوالور سے گولی نکلی اور بستر پر پڑے ہوئے رضا کاشانی کے سر میں گھستی چلی گئی اور پھر فیصل اور شہزاد نے بھی اچھل کر ان پر چھلانگیں لگا دیں اور وہ سب آپس میں ہی بری طرح اُلجھ پڑے۔ ڈریکولا بجلی بنا ہوا تھا اس نے پوری قوت سے سکٹی ون کے سینے میں ٹکر ماری۔ اور سکٹی ون اوغ کی آواز سے ڈھیر ہو گیا۔ مگر تھرٹی فائیو نے شہزاد کو اچھال کر دیوار سے دے مارا۔ مگر دوسری طرف فیصل نے اچانک دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر دونوں ٹانگیں تھرٹی فائیو کے پیٹ پر ماریں اور وہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر گیا۔ ڈریکولا کے ہاتھ نمبر الیون چڑھ گیا تھا۔ اور اس نے اس کی ایک ٹانگ پر ٹانگ رکھی اور دوسری ٹانگ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور نمبر الیون کا جسم درمیان سے چرتا چلا گیا۔ اور اس کی چیخ سے کمرہ گونج

اٹھا — اسی لمحے دروازہ کھلا اور دونوں سپاہی ہاتھوں میں بندوقیں سنبھالے تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ شاید چیخ کی آواز سن کر وہ اندر داخل ہوئے تھے۔ اور پھر انہوں نے پلک جھپکنے میں فائر کھول دیا اور ان کی بندوقوں سے نکلنے والی گولیاں تھرٹی فائیو اور زمین سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے سکسٹی ون کے سینوں پر پڑیں اور ان کی چیخوں سے ایک بار پھر کمرہ گونج اٹھا۔

دروازہ کھلتے ہی مسلم اصفہانی جو فیصل کے پہلو میں لات مار رہا تھا۔ اچانک اچھلا اور دوسرے لمحے وہ پچھلے دروازے سے نکل کر راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔

"ڈریکولا جانے نہ پائے" شہزاد نے چیختے ہوئے کہا اور ڈریکولا بجلی کی سی پھرتی سے اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ مسلم اصفہانی انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا اس دروازے تک پہنچا جس کے سامنے کٹہرہ

تھا۔ مگر ابھی کٹہرے میں پہنچا ہی تھا کہ ڈریکولا نے اسے چھاپ لیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے الجھ کر کٹہرے میں ہی گر گئے۔ اسی لمحے فیصل اور شہزاد بھی دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ مگر جیسے ہی وہ دروازہ میں سے کٹہرے میں پہنچے اچانک مسلم اصفہانی تیزی سے اچھلا اور اس نے انتہائی پھرتی سے فیصل کو گھسیٹ کر اپنے سامنے کر لیا اور خود کٹہرے سے لگ گیا۔ مگر ڈریکولا کے سر پر وحشت سوار تھی۔ اس نے فیصل کی پرواہ کئے بغیر ہاتھ آگے بڑھا کر مسلم اصفہانی کا سر پکڑا اور پھر پوری قوت سے ٹکر ماری۔ فیصل اس دوران چکنی مچھلی کی طرح نیچے بیٹھ کر مسلم اصفہانی کی گرفت سے نکل گیا اور ڈریکولا کی بھرپور قوت سے ماری ہوئی ٹکر مسلم اصفہانی کے سر پر پڑی۔ ٹکر اتنی زوردار تھی کہ مسلم اصفہانی جس ریلنگ سے پشت لگائے کھڑا تھا وہ دباؤ کی وجہ

سے اچانک ٹوٹ گئی اور ریلنگ کے ساتھ ہی وہ آدھا کنبرہ بھی ٹوٹتا چلا گیا۔ اور پھر مسلم اصفہانی اور ڈریکولا ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے اور کنبرہ ٹوٹنے کی وجہ سے فیصل اور شہزاد بھی دوسری منزل سے نیچے سر کے بل گرتے چلے گئے اور فیصل کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے فضا گونج اٹھی وہ چاروں حقیر تنکوں کی طرح نیچے گرتے چلے جا رہے تھے جہاں پختہ اینٹوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ اور ظاہر ہے اتنی بلندی سے پختہ اینٹوں کے ڈھیر پر سر کے بل گرنے کے بعد کسی کے بچ نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ختم شد